بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللّٰہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815016879,E-Mail :ansarullah@qadian.in

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11؍ جون 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (یوکے)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ خطبے میں حضرت عمرؓ کے حوالے سے صلح حدیبیہ کا ذکر ہوا تھا۔ صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جب قریش کے حلیف قبیلہ بنو بکر نے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور قریش نے بنو بکر کی مدد بھی کی تو ابوسفیان معاہدے کی تجدید کے لیے مدینہ آیا۔ ڈاکٹر علی بن سلابی لکھتے ہیں کہ اس موقعے پر رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ ابوسفیان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ راستے میں حضرت عمرؓ نے ان دونوں کو رسولِ خدا ﷺ کے پاس جاتے ہوئے دیکھ لیا اور آپؓ بھی وہیں پہنچ گئے۔ حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ مجھے اجازت دیں کہ میں اللہ کے دشمن ابوسفیان کی گردن ماردوں۔ اس پر حضرت عباسؓ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ کے درمیان مکالمہ ہوا اور حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے عباس! ابوسفیان کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور صبح لے کر آنا۔

شعبان 7؍ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو ایک سریے میں تیس آدمیوں کے ساتھ قبیلہ ہوازن کی شاخ تربہ کی طرف روانہ فرمایا۔

کتب سیرت وغیرہ کے مطابق سب سے پہلے غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے پرچم کا ذکر ملتا ہے۔ اس سے قبل صرف چھوٹے جھنڈے ہوتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کا یہ عقاب نامی پرچم سیاہ رنگ کا تھا جو امّ المؤمنین حضرت عائشہؓ کی چادر سے بنایا گیا تھا۔ جب حضور ﷺ خیبر میں قیام فرما تھے تو دردِ شقیقہ کے باعث

آپؐ باہر تشریف نہ لا سکے۔ ایسے میں آپؐ نے اپنا پرچم حضرت ابوبکرؓ پھر حضرت عمرؓ اور پھر حضرت علیؓ کو عطا فرمایا جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔

خیبر کی فتح کے بعد حاصل ہونے والے مالِ فَے میں سے پانچواں حصّہ جو رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا آپؐ نے مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا۔ یہود میں سے جو جلاوطنی کے لیے آمادہ ہو کر قلعوں سے اتر آئے تھے آپؐ نے انہیں اس شرط پر ان کے اموال واپس کر دیے کہ اس سے حاصل ہونے والا پھل اُن کے اور مسلمانوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے دَور میں بھی یہی نظام جاری رہا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت میں جب آپؓ کو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا تھا کہ جزیرۂ عرب میں دو دِین اکٹھے نہ رہیں گے تو آپؓ نے ایسے تمام یہود کو جن کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کوئی عہد نہ تھا جلاوطن کر دیا۔

حنین سے واپسی پر حضرت عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے اعتکاف بیٹھنے کی ایک ایسی نذر کے متعلق پوچھا جو انہوں نے زمانۂ جاہلیت میں مانی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے وہ نذر پوری کرنے کا ارشاد فرمایا۔

غزوۂ تبوک کے موقعے پر جب حضور ﷺ نے چندے کی تحریک فرمائی تو حضرت عمرؓ نے سوچا کہ آج میں ابوبکرؓ پر سبقت لے جا سکتا ہوں چنانچہ آپؓ اپنا نصف مال لے آئے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ وہ زمانہ اسلام کے لیے انتہائی مصیبت کا دَور تھا لیکن حضرت ابوبکرؓ اپنا سارا مال لے آئے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ یہ واقعہ بیان کر کے فرماتے ہیں کہ ایک وہ ہیں کہ بیعت تو کر جاتے ہیں اور اقرار بھی کر جاتے ہیں کہ ہم دنیا پر دین کو مقدم رکھیں گے مگر مدد اور امداد کے موقعے پر اپنی جیبوں کو دبا کر پکڑے رکھتے ہیں۔ بھلا ایسی محبتِ دنیا سے کوئی دینی مقصد پا سکتا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ پر بیماری کا سخت حملہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس لکھنے کا سامان لاؤ تا میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم راہ سے بے راہ نہ ہو گے۔ حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو رسول اللہ ﷺ کے فوت ہو جانے کا تو وہم بھی نہ تھا چنانچہ انہوں نے لوگوں کو کہا کہ ہمارے پاس کتاب اللہ موجود ہے جو ہمارے لیے کافی ہے، اس لیے حضور ﷺ کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں۔ اس پر وہاں موجود لوگوں میں اختلاف ہو گیا اور شور اتنا بڑھا کہ رسولِ خدا ﷺ نے

فرمایا اٹھو اور میرے پاس سے چلے جاؤ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو کتاب اللہ کی عزت کا اس حالتِ بے قراری میں بھی اس قدر پاس تھا کہ عمرؓ کی بات سننے کے بعد کاغذ قلم دوات منگوانے کا ارادہ نہیں فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس واقعے کے بعد بھی چند روز زندہ رہے اور اس دن کچھ اور وصیتیں بھی کیں مگر اس خیال کا اعادہ نہیں فرمایا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت نہیں ہوئے اور جو شخص یہ کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت ہو گئے تو میں اپنی تلوار سے اس کو قتل کر دوں گا۔ اللہ ضرور آپؐ کو اٹھائے گا تا بعض آدمیوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے۔ حضرت ابو بکرؓ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے وقت مدینے سے دو میل کے فاصلے پر واقع مقام صنع میں تھے، حضرت عمرؓ کی اس تقریر کے دوران وہاں پہنچے۔ آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا، آپؐ کو بوسہ دیا پھر باہر تشریف لائے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر تقریر فرمائی۔ خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا دیکھو جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پوجتا تھا وہ سُن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو یقیناً فوت ہو گئے اور جو اللہ کو پوجتا ہے وہ یاد رکھے کہ اللہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے یہ آیت پڑھی کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ۔۔۔ الخ یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ کے رسول ہیں آپؐ سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں تو پھر کیا اگر آپؐ فوت ہو جائیں یا قتل کیے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بَل پھِر جاؤ گے اور جو کوئی اپنی ایڑیوں کے بَل پھر جائے تو وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہ پہنچا سکے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو بدلہ دے گا۔ یہ آیتِ کریمہ سن کر لوگ اتنا روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ کی قسم! جوں ہی میں نے ابو بکرؓ کو یہ آیت پڑھتے سنا میں اس قدر گھبرایا کہ دہشت کے مارے میرے پاؤں مجھے سنبھال نہ سکے اور میں زمین پر گر گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ راوی نے کہا کہ گویا لوگ بے خبر تھے کہ یہ آیت بھی خدا نے نازل کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ بخدا میں نے یہ آیت ابو بکرؓ سے ہی سنی۔

فرمایا: اب سوچو کہ اگر حضرت ابو بکرؓ کا یہ صریح اور قطعیۃ الدلالت استدلال کہ تمام نبی فوت ہو چکے ہیں قرآن سے نہیں تھا تو وہ صحابہ جو ایک لاکھ سے بھی زیادہ تھے محض ظنّی اور شکی امر پر کیونکر قائل ہو گئے۔ کیوں یہ حجّت پیش نہ کی کہ یا حضرت! یہ آپؓ کی دلیل ناتمام ہے۔ کیا آپ بے خبر ہیں کہ قرآن ہی آیت رَافِعُكَ اِلَيَّ میں حضرت مسیحؑ کا بجسمہ العنصری آسمان پر جانا بیان فرماتا ہے۔ کیا بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ آپؓ نے نہیں سنا۔ پھر

آنحضرت ﷺ کا آسمان پر جانا آپؓ کے نزدیک کیوں مستبعد ہے۔ صحابہ جو مذاقِ قرآن سے واقف تھے وہ اس آیت کو سن کر اور لفظ خَلَتْ کی تشریح فقرہ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ میں پاکر فی الفور آنحضرت ﷺ کی موت کی وجہ سے سخت غم ناک اور چُور ہو گئے اور انہیں سمجھ آگیا کہ گذشتہ تمام نبی بھی فوت ہو چکے ہیں۔

ایک اَور موقعے پر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہزار ہا نیک اجر حضرت ابو بکرؓ کو بخشے کہ جلد تر انہوں نے اس فتنے کو فرو کیا اور نصِ صریح کو پیش کر کے بتلا دیا کہ گذشتہ نبی مر گئے ہیں۔ اگر اس جگہ خَلَتْ کے معنی یہ کیے جائیں کہ بعض نبی زندہ آسمان پر جا بیٹھے ہیں تب تو اس صورت میں حضرت عمرؓ حق بجانب ٹھہرتے ہیں اور یہ آیت ان کی مؤیّد ٹھہرتی ہے۔ پس خَلَتْ کے معنی دو قسم میں ہی محصور ہیں۔ حَتْفُ اَنْفٍ یعنی طبعی موت مرنا اور مارے جانا۔

حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے وقت انصار بنی ساعدہ کے گھر حضرت سعد بن عبادہؓ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم سے۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ان کے پاس گئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے بڑی شان دار تقریر کی اور فرمایا کہ ہم امیر ہیں اور تم وزیر کیونکہ قریش بلحاظ نسب تمام عربوں سے اعلیٰ اور بلحاظ حسب سب سے قدیم ہیں۔ اس لیے عمرؓ یا ابو عبیدہؓ کی بیعت کرلو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ ہم تو آپؓ یعنی ابو بکرؓ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپؓ ہمارے سردار، ہم سب سے بہتر اور رسول اللہ ﷺ کو ہم سب سے زیادہ پیارے تھے۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کرلی۔

جب خلافتِ ابو بکرؓ میں مرتدین نے سر اٹھایا تو اولاً حضرت عمرؓ نے قتال کی مخالفت کی لیکن حضرت ابو بکرؓ کے فیصلے کے آگے آپؓ نے سرِ تسلیم خم کیا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دیکھ لیا کہ اللہ نے حضرت ابو بکرؓ کا لڑائی کے لیے سینہ کھول دیا ہے تو میں سمجھ گیا کہ حق یہی ہے۔

جنگِ یمامہ میں جب ستّر حفاظ شہید ہوئے تو حضرت عمرؓ نے ہی حضرت ابو بکرؓ کو قرآن ایک جگہ جمع کرنے کا مشورہ دیا۔

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور نے فرمایا کہ اب یہ ذکر چل رہا ہے جو ان شاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔